تجلی

دیوبند

تاریکیوں میں ایک چراغ

ایڈیٹر:- عامر عثمانی (فاضل دیوبند)

نئے پیسے

سالانہ آٹھ روپے
ایک پونڈ

قابل مطالعہ کتابیں

تفسیر حقانی رح قرآن کی تفسیریں بہت ہیں لیکن مولانا عبدالحق حقانی کی تفسیر اپنا ایک خاص انداز اور امتیازی شان رکھتی ہے۔ قرآن کے قاموس معانی کی سیر کے لئے آپ اس مبسوط، مفصل، مستند اور معلومات سے لبریز تفسیر کو ضرور مطالعہ میں رکھیں۔ کامل کا ہدیہ ساٹھ روپے۔ بطور نمونہ جس کا جی چاہے کوئی سا ایک یا چند پارے بھی طلب کر سکتا ہے۔ فی پارہ دو روپے۔

البیان فی علوم القرآن یہ تفسیر حقانی کا مقدمہ سمجھئے۔ ہے تو مقدمہ مگر اپنے کثیر علوم ومعارف اور سیر حاصل مباحث کی وجہ سے مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ فن تفسیر اور علوم قرآنیہ کے لطیف ودقیق اسرار اور اصول مبانی سے واقف ہوں گے اگر تفسیر حقانی کے علاوہ کوئی تفسیر آپ کے زیر مطالعہ ہے تب بھی یہ "مقدمہ" اسکی تفہیم میں مدد دیگا۔ چھ روپے۔

عقائد اسلام (حقانی) اسلام کی بنیادی عقائد پر متعدد کتابیں ہیں مگر مولانا عبدالحق حقانی رح کی کتاب "عقائد اسلام" صف اول کی چیز سمجھی گئی ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے ضرور باخبر ہونا چاہیئے کہ عقائد کی وہ فہرست کونسی ہے جو ضروری عقائد اسلامیہ کی جامع ہے۔ ایسا نہ ہو ہم بے خبری میں کسی ایسے عقیدے سے تہی دامن رہ جائیں جس کے بغیر ایمان واسلام کا اعتبار ہی بارگاہ شریعت میں نہ ہو۔ قیمت چار روپے

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند "دارالعلوم" دیوبند کے مستند فتاویٰ جو ہر طرح کے مسائل میں آپکی دینی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ مجموعہ گھر میں رہے تو ضرورت کے وقت کسی بھی مسئلے کے متعلق شرعی حکم وہدایت کا علم حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ تازہ ایڈیشن عمدہ ترتیب اور اچھی طباعت کے ساتھ مکمل آٹھ حصوں کی قیمت اکیس روپے (مجلد، دو جلد پچیس روپے)

روح تصوف صحابہ رض علماء اور مشائخ وصوفیاء کے ارشادات کی روشنی میں تصوف کے جوہر اور حقیقت کی نشاندہی دلچسپ اور فکر انگیز۔ مجلد تین روپے چھپن پیسے۔

ابوبکر رض مصر کے شہرہ آفاق مصنف محمد حسین ہیکل کی معرکۃ الآرا کتاب کا اردو ترجمہ قیمت پانچ روپے (مجلد سات روپے)

عمر فاروق اعظم رض یہ بھی محمد حسین ہیکل ہی کی تالیف ہے۔ ترجمہ کامیاب صفحات ۶۲۵ دس روپے

(مجلد بارہ روپے)

حضرت عثمان غنی رض آپ کی پوری سیرت، حالات، شہادت تمام اعتراضات والزامات کے مدلل جوابات۔ اعلیٰ درجے کی چیز دو جلدوں میں مکمل دس روپے

خالد سیف اللہ رض مؤلفہ:- ابوزید شلبی
ترجمہ:- شیخ محمد احمد پانی پتی ڈھائی روپے

بہشتی زیور (مکمل مدلل)

دنیا بھر میں مشہور یہ مفید ترین کتاب آپ بھی اپنے گھر میں رکھیئے۔ ضرورت کے وقت ہر طرح کے شرعی مسائل کا مستند حل اس میں ملتا ہے۔ عورتیں بیچاری بہت سی باتیں از راہ حیا کسی سے دریافت نہیں کر سکتیں۔ ان کے لئے بھی یہ کتاب بڑی نعمت ہے۔ دو جلدوں میں مکمل بارہ روپے

(مجلد پندرہ روپے)

بے مثال زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر لیکن جامع سیرت جدید اسلوب میں حافظ امام الدین رام نگری کے شگفتہ اور رواں قلم سے ۔ ۶۵ پیسے

شریعت اور طریقت مولانا اشرف علی کی ایک مشہور کتاب جو آیات واحادیث کی روشنی میں شریعت اور طریقت کے باہمی ربط پر بڑی تفصیل سے بحث کرتی ہے ۵۴۲ صفحات مجلد سات روپے۔

مکتبہ تجلی۔ دیوبند۔ (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ نمبر ۶

جلد نمبر ۱۷

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت آٹھ روپے۔ فی پرچہ بہتر پیسے

غیر ممالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤنڈ بشکل پوسٹل آرڈر

پوسٹل آرڈر پر کچھ نہ لکھیے بالکل سادہ بھیجئے

اشد ضروری

اگر اس اُوپر والے دائرے میں سُرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا وی پی آٹھ روپے ستّر پیسے کا ہوگا منی آرڈر بھیجکر آپ وی پی خرچ سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حضرات

ہمارے پاکستانی پتہ پر چندہ بھیجکر رسید منی آرڈر اور اپنا نام اور مکمل پتہ ہمیں بھیجدیں رسالہ جاری ہو جائیگا۔

فہرست مضامین مطابق ماہ جولائی ۱۹۶۵ء

آغازِ سخن عامر عثمانی	۵
جماعت تبلیغی کا قضیہ عامر عثمانی	۸
تجلّی کی ڈاک عامر عثمانی	۱۱
تحریک اسلامی کی آزمائشیں جناب عبد المغنی	۳۵
جناب کوثر نیازی کے نام لالہ صحرائی	۴۳
مسجد سے میخانے تک ملا ابن العرب مکی	۵۹

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

دفتر تجلّی۔ دیوبند۔ ضلع سہارنپور (یو۔پی)

پاکستان کا پتہ:۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ مینا بازار پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی (پاکستان)

مدیر

عامر عثمانی

فاضل دیوبند

پاکستانی حضرات:۔ مندرجہ بالا پتہ پر منی آرڈر بھیجکر وہ رسید ہمیں بھیجدیں جو منی آرڈر کرتے وقت ڈاکخانے سے ملتی ہے۔ منیجر۔

عامر عثمانی پرنٹر پبلشر نے "نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند" سے چھپوا کر اپنے دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا

آغازِ سخن

ماہنامہ معارف (جولائی ۶۵ء) کے فاضل مدیر جناب شاہ معین الدین احمد ندوی کے ایک تازہ مقالے سے :-

"مسلمانوں نے مذہب کے ایک اہم پہلو یعنی قوموں کے عروج و زوال اور موت و حیات کے اصولوں کو بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ اسلام محض روزہ، نماز، حج اور زکوٰۃ کا نام نہیں ہے اور اس کے بھی کتنے مسلمان پابند ہیں، بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی اور شوکت و عظمت کیلئے جد و جہد ایثار و قربانی "انفاق فی سبیل اللہ" قومی وحدت، اسلامی اخوت اور اس قبیل کے دوسرے اصولوں کو بالکل فراموش کر دیا ہے جو عبادات ہی کی طرح ضروری ہیں اور جن پر قوموں کی موت و حیات کا دار و مدار ہے بلکہ جہاد یعنی اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانی افضل العبادات ہیں۔ اس جد و جہد میں سائنسی علوم کی تحصیل اس کی ایجادت و اختراعات مضبوط نظامِ حکومت، فوجی قوت وہ تمام چیزیں داخل ہیں جو موجودہ دَور میں کسی قوم کی بقا و استحکام کے لئے ضروری ہیں۔"

کون سچا مسلمان ہوگا جو اِن سطور کو پڑھ کر یہ نہ پکار اٹھے گا کہ کہنے والے نے سچ کہا۔ اسلام کی ساڑھے تیرہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جو بنیادی صداقت ان سطور میں بیان ہوئی ہے وہ کسی بھی ہوشمند مسلمان کے نزدیک کبھی بھی دُور رائیوں کی متحمل نہیں رہی ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ تاریخ یہ بھی گواہی دیتی ہے کہ اسی محکم اور متفق علیہ صداقت کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے جب بھی کوئی مصلح اور داعی کھڑا ہوا ہے بے شمار وہی لوگ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے ہیں جنھیں نظریاتی سطح پر اس سے کلّی اتفاق تھا۔

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ شاہ صاحب بھی اگر آج زبان و قلم کی حد سے گذر کر عملاً کوئی تحریک اعلائے کلمۃ اللہ کی شروع کریں تو کل ہی انھیں اس صبر آزما صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑے گا کہ صدہا وہ مسلمان جو کل تک انھیں داد دے رہے تھے آج بدلے ہوئے تیوروں سے گھور رہے ہیں۔ الزام و اعتراض کے کیڑے مکوڑے کلبلانے شروع ہو گئے ہیں، سوءِ ظن اور شکوک نے سر اُبھارا ہے۔ پھر جتنا جتنا وہ اپنی اس تحریک میں آگے بڑھیں گے مخالفتیں بھی بڑھتی جائیں گی اور جس قدر زور ان کی تحریک میں ہوگا اتنی ہی شدّت اور قوت سے الزام و افترا کی آندھیاں چلیں گی۔ اہلِ کفر کی بات نہیں ملّتِ مسلمہ ہی کے ان گنت افراد اور گروہ دانت پیسیں گے۔ آنکھیں دکھائیں گے۔ زبان و قلم سے آگ برسائیں گے فروعی بحثوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ بدگمانیوں کی بوچھار ہو گی۔

یہی سب کچھ پچھلے داعیانِ حق کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ یہی آج مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ مولانا مودودی کا تمام دعوتی لٹریچر اول سے آخر تک اس کے

سوا کچھ نہیں کہ جس بنیادی صداقت کو شاہ صاحب نے مذکورہ سطور میں اجمال و اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے اسی کو اس لٹریچر میں شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

جس طرح توحید اور ایمان بالرسالت واضح ترین اصطلاحیں ہیں مگر اہلِ علم نے ان کے معانی و مصداق کی کی وضاحت میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور قرآن و حدیث کا سارا مقدس ذخیرہ ہی انھی واضح ترین اصطلاحوں کی شرح ہے اسی طرح اعلاءِ کلمۃ اللہ بھی ایک واضح اصطلاح ہے لیکن اس کے معانی و مصداق اور اطلاقات کی وسعت ہر زمانے میں تقاضا کرتی رہی ہے کہ داعیانِ حق اسکی شرح کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ یہی فریضہ مولانا مودودی نے ادا کیا مگر صرف گفتار کی حدوں اور خطبہ و وعظ کے دائروں میں رہنے کے عوض انھوں نے یہ بھی ستم ڈھایا کہ ایک مستقل عملی تحریک لیکر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کا ردِّ عمل وہی ہونا تھا جو روزِ ازل سے مقسوم ہے۔ خالی واعظوں، خطیبوں، اور مبلّغوں کو کبھی کسی نے کچھ نہیں کہا۔ مگر عملی دعوت لیکر اٹھنے والے کبھی معاف نہیں کئے گئے۔

ہم توجہ صرف اس نکتے پر دلانا چاہتے ہیں کہ فی الحقیقت عقائد و نظریات کی سطح پر تمام ہی سچے مسلمانوں کا اتفاق ٹھیک اسی نکتے پر ہے جسے مولٰنا مودودی نے گفتار کی حدوں سے بڑھ کر کردار کا آئینہ دکھلانے کی جرأت کی ہے اور جس کی عملی تعبیر کا نام "جماعت اسلامی" ہے۔

اسی مقالے میں محترم شاہ صاحب لکھتے ہیں :-

"حکومت اور دنیاوی اقتدار کے لئے خود قرآن مجید نے علم کی طاقت اور مادّی قوت کو ضروری قرار دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل نے اس وقت کے موجود پیغمبر سے کسی کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی تو انھوں نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ بنی اسرائیل نے عذر کیا کہ ان کے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ وہ ہم پر کس طرح حکومت کر سکتے ہیں ہم ان کے مقابلے میں حکومت کے زیادہ اہل ہیں۔ پیغمبر نے طالوت کے استحقاقِ حکومت کی یہ دلیل دی :-

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔	اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا اور انکو علم اور جسم میں زیادہ وسعت عطا کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکومت و اقتدار کے لئے علم کی قوت اور جسمانی یا مادی طاقت ضروری ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے حکم دیا گیا۔"

کیا کوئی بھی آنکھ والا اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دینِ حق کے احکام و عقائد کی پشت پناہی کرنے والی "علم کی طاقت" جس وسیع پیمانے پر مولانا مودودی نے مہیا کی ہے وہ اپنا جواب آپ ہے۔ یہی کام اپنے اپنے زمانوں کے مصالح اور مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے اِس خاکدانِ ایشیا میں حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ عبد العزیزؒ اور حضرت اسماعیل شہیدؒ جیسے جلیل الشان حضرات نے کیا تھا۔ اسی کام کو عہدِ حاضر کے تقاضوں پر نظر رکھتے ہوئے مولانا مودودی نے انجام دیا ہے — مگر وہ دوسری ضروری چیز — جسے شاہ صاحب نے "مادّی قوت" کے نام سے یاد کیا ہے اختیار ہی نہیں تھی۔ مولٰنا مودودی یہی چاہتے تھے کہ علمی طاقت کے ساتھ مادّی قوت بھی ملّتِ مسلمہ کو میسر ہو اور اسلام اپنے برگ و بار لا سکے مگر مادی قوت کی تحصیل جن راستوں سے ممکن تھی ان سب پر اپنوں ہی نے رکاوٹوں کے ہمالئے کھڑے کر دیئے۔ مسلمانوں ہی نے عین راستے میں خندقیں کھود دیں اور اعلاءِ کلمۃ الحق کو جزوِ ایمان سمجھنے والوں ہی نے برچھیاں اور تلواریں تان لیں کہ مودودی ایک قدم بھی آگے بڑھا تو اسکی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالیں گے۔ مودودی نے آج بھی ہمت نہیں ہاری۔ پسپائی اختیار نہیں کی۔ وہ اپنی مٹھی بھر ہڈیوں کو آج بھی اعلاءِ کلمۃ اللہ کے نصب العین پر قربان کرنے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن ظاہری کامیابی

جسے میں نہ آئے تو یہ قصور اس کا نہیں سیدھا راہ بننے والوں کا ہے اُن مسلمانوں کا ہے جو اعلاءِ کلمۃ الحق کی فرضیت پر ایمان رکھنے کے باوجود اس اصطلاح کی صرف خیالی تقدیس پر جھومنا تو پسند کرتے ہیں مگر علمی تعبیر کا ادراک کرنا نہیں چاہتے اگر قصور ہر حال میں مودودی ہی کا قرار دینا ہے تو پھر یہ قصور اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ایک ناتواں بشر ہے جسے جذبۂ عزیمت اور ذہن رسا تو ملا مگر وہ جسمانی قوت نہیں ملی جس کے ذریعے وہ طاغوت کے قاہر لشکروں کو اُلٹ کر رکھدے۔

سنیئے۔ شاہ صاحب نے مقالے کے اختتام پر کیا کہا ہے

"اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں دینی صلابت و پختگی نہ ہوگی تو وہ رفتہ رفتہ اکثریت میں ضم ہو جائیں گے اور اگر وہ ہندوستان میں اجنبی بن کر رہے۔ اپنے عمل و کردار سے دلوں کو مائل نہ کیا اور ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں حصّہ نہ لیا تو ملک کا اعتماد حاصل نہ کر سکیں گے اور احساس کمتری کا شکار ہو کر پس ماندہ قوم بن کر رہ جائیں گے۔"

ہم صرف اتنا ہی اضافہ کریں گے کہ پورے مقالہ کے سیاق میں "ہندوستان کی تعمیر و ترقی" کا مفہوم شاہ صاحب کے نزدیک وہ چلتا ہوا بازاری مفہوم نہیں ہے جسے یہاں کی اکثریت اور اس کے کفش بردار قوم پرست بطور نعرہ استعمال کرتے ہیں بلکہ اس کے مصداق میں عدل، جمہوریت، رواداری، کردار و اخلاق اور روحانیتِ صالحہ کی تمام قدریں شامل ہیں۔ شاہ صاحب اگر اُن لوگوں میں ہوتے جو مقبول و مروج اصطلاحوں کا استعمال فقط اپنی تاریک ذہنی اور خبثِ باطن کا بھرم قائم رکھنے کے لئے کرتے ہیں تو ہم کبھی ان کے مقالے کا اتنی اہمیت سے ذکر نہ کرتے۔

صحابیِ رسولؐ کاتبِ وحی حضرت — حضرت امیر معاویہؓ کی سیاسی زندگی

امیر معاویہؓ کے حالات پر ایک محققانہ کتاب جو اپنے شائستہ لب و لہجے، مستند معلومات اور مضبوط دلائل و شواہد کے اعتبار سے اپنے موضوع پر بے مثال کہی جا سکتی ہے۔

قیمت مجلد دس روپے

حصن حصین — شب و روز کے تمام معمولات اور زندگی کے ہر شعبے سے متعلق حدیث سے منقول دعاؤں کا مشہور مجموعہ۔ عربی مع اُردو ترجمہ۔ قیمت دس روپے۔

دس پیغمبر — حضرت نوحؑ۔ حضرت ہودؑ۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت یوسفؑ۔ حضرت شعیبؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت یونسؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت محمدؐ ـــ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ "قصص الانبیاء" جیسی بوگس کتاب نہیں۔ مستند اور محققانہ ہے۔ قیمت ڈھائی روپے۔

دس بڑے مسلمان — ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ خدیجہؓ۔ عائشہؓ۔ ابو عبیدہؓ۔ معاویہؓ۔ حسینؓ۔ عمر بن عبدالعزیزؒ۔

مجلد چھ روپے

دس ولی — حسن بصریؒ۔ جنید بغدادیؒ۔ مخدوم علی ہجویریؒ۔ عبدالقادر جیلانیؒ۔ معین الدین چشتیؒ۔ گنج شکرؒ۔ نظام الدین محبوب الٰہیؒ۔ زکریا ملتانیؒ۔ میاں میرؒ۔ مجدد الف ثانیؒ۔ دو روپے۔

خطبات مدراس — سیرت کے موضوع پر مولانا سید سلیمان ندویؒ کے شہرۂ آفاق خطبات۔ اپنی نوع کی واحد چیز۔ قیمت ساڑھے تین روپے۔

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (یو۔پی)

اگلے شمارے میں

"خطبۂ جمعہ کے وقت نماز" پر تفصیلی بحث ملاحظہ فرمائیے

۲۶ر جون ۶۵ء
بھساول

جماعت تبلیغی کا قضیّہ

محترمی و مکرمی مولانا عامر عثمانی صاحب
سلام مسنون!

شدید انتظار کے بعد ہی تجلی نظر نواز ہوا۔ آپ نے میرا مراسلہ شائع تو ضرور فرمایا مگر آپ کے تبصرے کے آخری پیراگراف نے ہماری آج تک کی تمام عقیدتمندیوں اور خوش فہمیوں کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ:-

"اس کے بعض اکابر معروف معنوں میں اہل اللہ کہلانے کے بھی بجا طور پر مستحق ہیں اور عین ممکن ہے کہ سیاست و حکومت کو تبلیغی جماعت کے ارباب حل و عقد فکری سطح پر شجر ممنوعہ قرار نہ دیتے ہوں، بلکہ حالات کے پیش نظر بطور مصلحت اس عنوان کو تہہ کر کے رکھ دیا ہو۔"

ہماری حقیر سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیا اب ہم یہ سمجھ لیں کہ "مذہب و سیاست" کے بارے میں تجلی کے معروف نظریے میں بھی تبدیلی آرہی ہے۔ کیا آپ نے مندرجہ بالا پیراگراف میں دبے دبے الفاظ میں "سیاست و حکومت" کو فکری سطح پر بھی مذہب سے دور رکھنے کی تائید نہیں فرمائی ہے ہمیں نہ صرف حیرت بلکہ شدید رنج ہے کہ تجلی کی پالیسی میں یہ اچانک تبدیلی کیونکر رونما ہوئی۔ یہاں پر ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا اور تجلّی کا رشتہ صرف نظریاتی اور اصولی ہے۔ اگر تجلی کے نظریات اور اصول میں تبدیلی ہو سکتی ہے تو پھر یقینی طور پر ہمارے تجلّی سے تعلق میں بھی فرق پڑ سکتا ہے

اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "حالات اور مصلحت" کے پیش نظر سیاست کو مذہب سے دور رکھا جا سکتا ہے تو پھر آپ کس منہ سے جمعیۃ العلماء اور دیگر نیشنلسٹ مسلمانوں کی تردید کر سکتے ہیں ——— ہمارے چھاگلا صاحب بھی یہی تاویل کر سکتے ہیں کہ حالات اور مصلحت کے پیش نظر ہم نے سیاست کو مذہب سے دور رکھا ہے۔

جمعیۃ العلماء والے بھی یہی تاویل کا سہارا لیتے۔ سمجھ میں نہیں آتا آخر آپ کس طرح ان لوگوں کی تردید کر سکیں گے۔

بہر حال ہم تجلّی کی پالیسی میں نمایاں فرق محسوس کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ وہ عامر عثمانی جو اس قسم کی مصلحت اور حکمت وغیرہ کے پھندوں کا شدید مخالف تھا جو ان بزدلانہ تاویلات کے خلاف سینہ سپر رہتا تھا اور جو اس سلسلے میں کسی لچک اور رواداری کا قائل نہ تھا، آج ایک ہتھیار فراہم کر رہا ہے۔ جس سے مخالفین بہت آسانی سے اسلام کی جڑیں تک کاٹ سکتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ:-

"زمانہ بہترین جج ہے اور زمانے کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ جس فرد یا گروہ کے لئے جو انجام اور عروج وزوال کے جو مراحل اور کامیابی و ناکامی کے مراتب اس نے مقدر فرما دیئے ہیں وہ بہر حال سامنے آنے ہیں لہٰذا کیوں ہم یہ ضروری سمجھیں کہ ایک ہی جماعت کا ہر ہر حرف ہر نقطے ہو جائے اور دوسری جماعت کے تمام فلسفۂ فکر و نظر کی مکمل تردید ہو جائے۔"

محترمی! اگر زمانہ بہترین جج ہے تو آخر کیوں سوشلزم،

کمیونزم اور سیکولرازم وغیرہ کی تردید کرتے پھریں ۔ آخر کیوں ہم اِن ازموں کی تردید کے لئے اپنا وقت برباد کریں ۔ زمانہ بہترین جج ہے زمانہ خود ہی فیصلہ کرے گا کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ۔ سمجھ میں نہیں آتا آخر " فریضۂ شہادتِ حق " کس وقت کے لئے ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کیوں دیا گیا ہے ۔ کیا ان احکامات میں بھی اپنے اور غیروں کا امتیاز موجود ہے ۔ کیا اپنوں کو منکرات سے نہ روکا جانا چاہئیے کیا حق بات صرف غیروں کے منہ پر ہی کہنا چاہئیے اور اپنوں کے لئے حالات اور مصلحت کی آڑ لینا چاہئیے ۔ اگر آپ فکری سطح پر یا اضطراری طور پر سیاست اور حکومت کو مذہب سے الگ رکھ سکتے ہیں تو پھر آپ کس طرح ابھی حالات اور مصلحت کی بناء پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت کو قائم رکھ سکیں گے ۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ انھیں حالات اور مصلحت کے نذر ہو جائیں ۔ جس طرح کہ ابھی حال ہی میں الجزائر میں روزہ حالات اور مصلحت پر بھینٹ ہوتے ہوتے رہ گیا ۔ اس نظریہ نے کئی جگہ حج کے خلاف بھی آواز اٹھوائی ہے کہ یہ یعنی بہت زیادہ (EXPENSINE) فضول خرچ (نعوذ باللہ) ہے ۔ اور ملکی حالات اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ حج کی تمام رقوم قوم کی ترقی اور فلاح کے لئے وقف کر دینا چاہئیے ۔ بالکل اسی طرح ابھی ابھی پاکستان میں بھی ایک اہم فریضہ " قربانی " کے خلاف آواز اٹھائی جا چکی ہے ۔ وہاں بھی یہی مصلحت پیش کی گئی کہ قربانی کی تمام رقوم جمع کر کے حکومت کے پنج سالہ منصوبے میں دیدینا چاہئیے تاکہ ملک و قوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے ۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اگر حالات اور مصلحت سے ذرا سی بھی رواداری برتی تو کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور حالات و مصلحت کی ننگی اور بے رحم تلوار سے اسلام کے کون کون سے اصول و مبادیات بچ سکیں گے اور براہِ کرم ذرا یہ بھی تفصیل سے بتائیں کہ آپ کس طرح اس مصلحت کی ننگی تلوار سے مقابلہ کر سکیں گے ۔

آپ کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ آپ ہمیشہ اصول و مبانی سے بحث کرتے ہیں ۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کو قطعی اور دوٹوک الفاظ میں یوں کہنا چاہئیے تھا کہ " جو کوئی فرد یا جماعت سیاست و حکومت کو مذہب سے الگ رکھنا چاہتی ہے وہ بالکل غلط ہے " مگر افسوس کہ آپ جیسا اصول پرست تبلیغی جماعت کے لئے جواز پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اگر حالات اور مصلحت کے پیش نظر سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں ۔ کیا یہی آپ کی اصول پرستی ہے ؟

اس سلسلے میں اصول پرستی اور شہادتِ حق کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں :-

تبلیغی جماعت کے بھوپال کے اجتماع کے بعد میری ملاقات اتفاق سے جماعت اسلامی کے ایک ذمہ دار اور متین عالم سے ہو گئی ۔ میں نے اُن کے سامنے تبلیغی جماعت کا نظریاتی پہلو پیش کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغی جماعت سیاست و حکومت کو شجر ممنوعہ قرار دیتی ہے اور اس کو " آخرت پسندی " کے خلاف سمجھتی ہے اس سلسلہ میں آپ کا کیا خیال ہے ؟ مولانا نے فیصلہ کن آواز میں بغیر کسی جھجک یا رواداری کے فرمایا کہ اگر تبلیغی جماعت ایسا کہتی ہے تو یہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے ۔ میں نے مزید استفسار کیا کہ پھر آپ لوگ اس نظریاتی پہلو پر گرفت کیوں نہیں کرتے ؟ مولانا نے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغی جماعت والوں کی تقاریر اور بیانات اخبار و رسائل میں نہیں شائع ہوتیں ۔ اس لئے ہم کوئی تنقید یا گرفت نہیں کر سکتے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اُن کا نقطۂ نظر واقعی یہ ہے کہ " سیاست و حکومت کو مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور یہ صرف دنیا پرستی ہے " تو علمائے حق پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس پر گرفت کریں ۔

دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ اگر دانستہ طور پر تبلیغی جماعت نے سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے شعور میں سیاست و حکومت کی اہمیت و فرضیت موجود ہے مگر جہاں تک میرا مطالعہ اور تجربہ ہے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ شعور تو کجا تبلیغی جماعت کے لاشعور میں بھی سیاست و حکومت کا یہ نظریہ موجود نہیں ہے وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ سیاست و

حکومت کے بغیر مذہب قطعی نامکمل ہے۔ جو لوگ سنجیدگی اور مخلصانہ طور پر یہ سمجھتے ہوں کہ دنیا کے تمام مسائل ذکر و درود اور دعا سے حل ہو جائیں گے وہ کب سیاست و حکومت کی کشمکش اور مصیبت مول لیں گے۔ جب یہ لوگ دعا کی ایک پھونک ہی سے ایٹم و ہائیڈروجن بم ٹھنڈا کر سکتے ہیں تو آخر وہ کیوں میدان عمل کی ٹھوکریں کھائیں۔ اگر تبلیغی جماعت کے اکابر شعوری طور پر سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو پھر اُن کی تقاریر کا لب لباب کچھ یوں ہونا چاہئے تھا کہ:۔

"سیاست، معاشرت، معیشت دین کے لازمی اجزا ہیں۔ دین ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر مکمل ہدایات دیتا ہے جس طرح عبادات میں خدا اور رسولؐ کے احکامات کی پیروی ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح معیشت، معاشرت اور سیاست و حکومت وغیرہ میں بھی اُن کے احکامات کی پیروی ضروری ہے۔ مگر ہم موجودہ ناگزیر حالات اور مصلحت کی بنا پر اپنی جدوجہد صرف عبادات کی حد تک محدود رکھتے ہیں۔ بہرحال ہمارے پیش نظر مکمل دین ہی کی پیروی ہے۔ اگر حالات سازگار ہوں گے تو ہم انشاء اللہ بتدریج اپنے دائرۂ عمل کو دیگر شعبہ جات تک وسعت دیں گے۔ مگر فی الحال ہم اپنی عملی جدوجہد کو صرف عبادات تک ہی محدود رکھنے پر مجبور ہیں۔"

اگر تبلیغی جماعت والوں کا طرزِ گفتگو کچھ اس قسم کا ہوتا تو ہم ضرور مطمئن ہو جاتے کہ تبلیغی جماعت حالات و مصلحت کے جواز کا بالکل صحیح استعمال کر رہی ہے مگر موجودہ بیانات اور تقاریر کی روشنی میں ہم ہرگز مطمئن نہیں ہیں کہ تبلیغی جماعت کے اکابر خلوص نیت اور خلوص دل سے حالات اور مصلحت کا سہارا لے رہے ہیں جبکہ وہ بار بار اور واضح الفاظ میں بانگِ دہل کہتے ہیں کہ "سیاست و حکومت صرف دنیاداری ہے۔ آخرت پسندی کا سیاست و حکومت سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ جب کہ تبلیغی جماعت کے اکابر سیاست و حکومت کو دین کا جزء ہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر انھیں حالات و مصلحت سے کیا واسطہ؟ جب وہ اپنے آپکو بیمار ہی ماننے کو تیار نہیں بلکہ بہترین صحت مندی کا نمونہ تصور کرتے ہیں تو وہ لوگ آخر کیوں حالات و مصلحت کی دوا پئیں۔

تازہ ترین مثال پاکستان کا "عورت کی امارت" کا مسئلہ ہے، نہ صرف آپ نے بلکہ مجلس شوریٰ (جماعت اسلامی پاکستان) اور اکثر علمائے کرام نے بھی سب سے پہلے اس بنیادی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ "عورت کی امارت" شرعی نقطۂ نظر سے ناپسندیدہ اور ناجائز فعل ہے۔ مگر پاکستان کے مخصوص حالات و مصلحت کے تحت عورت کی امارت کا جواز صرف عارضی طور پر مباح ہے۔ مگر جوں ہی حالات مناسب ہوئے جواز کی شرط ختم ہو جائے گی۔

بالکل اسی طرح اگر تبلیغی جماعت بھی اس حقیقت کا اعتراف کرلے کہ سیاست و حکومت بھی عبادات کی طرح دین کا ایک اہم فریضہ ہے مگر موجودہ مخصوص حالات و مصلحت کے تحت ہم اپنی عملی جدوجہد۔ عارضی طور پر صرف عبادات تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر تبلیغی جماعت ان حقائق کا صرف "نظریاتی سطح" ہی پر اعتراف کرلے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے درمیان اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی

مسئلہ کا آخری اور اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اگر تبلیغی جماعت کے اکابر شعوری و دانستہ طور پر موجودہ حالات و مصلحت کے پیش نظر سیاست و حکومت کو اپنی عملی جدوجہد سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی ایک زبردست بنیادی خرابی موجود ہے۔ اس موضوع پر مولانا مودودی کی کئی تحریریں موجود ہیں اور انھوں نے اپنا نقطۂ نظر بہت ٹھوس اور مدلل طریقہ پر پیش کیا ہے۔ مولانا مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"جس معیار کا مقصد اور نصب العین ہوگا اُسی معیار کا کردار اور مزاج بھی بنے گا۔ بلند کردار کے لئے بلند مقصد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ مقصد اور نصب العین کا اثر نفسیاتی

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

مستقل عنوان

تجلّی کی ڈاک

ہندوستان میں نماز جمعہ

سوال ۱:- از خواجہ حسن الدین

نماز جمعہ کے شرائط کیا ہیں ؟ اور نماز با جماعت کے کیا شرائط ہیں ؟ یہاں ایک صاحب سے دوران گفتگو یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ بھارت میں نماز جمعہ کی شرط عائد نہیں ہوتی اور نماز با جماعت پنجگانہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ نماز بغیر امام کے نہیں ہوتی اور امام قائم مقام ہوتا ہے خلیفہ کا یا اس کا نمائندہ یا مقرر کردہ - اس زمانہ میں نہ کوئی خلیفہ کا مرکز ہے اور نہ نمائندہ مقرر کرنے کا مجاز اور نہ تقرر کرنیکا! ایسی صورت میں نماز پنجگانہ با جماعت کا سوال نہیں پیدا ہوتا یہ ہیں خیالات بعض حضرات کے - اس سوال پر کہ پھر آپ کیوں جمعہ اور نماز با جماعت میں شرکت فرماتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ طوعاً وکرہاً -

جواب ۱:-

جن صاحب کا قول آپ نے نقل کیا ان کا علم و مطالعہ ناقص ہے - نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطوں میں ایک شرط یہ بیشک بیان ہوئی ہے کہ نماز جمعہ میں بادشاہ یا اس کا کوئی نائب موجود ہو - لیکن ساتھ ہی یہ تصریح بھی فقہاء نے کر دی ہے کہ جن ملکوں میں غیر مسلمین کا راج ہو وہاں اس شرط کو کالعدم سمجھا جائیگا اور مسلمانوں کو بغیر شاہی نمائندے کے اپنے طور پر نماز ادا کرنی ہوگی -

در اصل یہ شرط محض انتظامی مصلحت کے تحت رکھی گئی تھی - نماز جمعہ ایک بڑی نماز ہے جس میں کثیر اجتماع ہوتا ہے - اس اجتماع میں اچھے بُرے سبھی طرح کے لوگ آتے ہیں یہ سکتا ہے باہمی نزاع اور فتنے کی کوئی شکل پیدا ہو اس لئے بادشاہ یا اس کے نائب کی موجودگی کو اس ممکنہ خطرے کا علاج تصور کیا گیا - اب اگر حکومت ہی غیر مسلم ہے یا حکومت تو مسلم ہے مگر صدر صاحب یا کوئی وزیر صاحب نماز میں تشریف نہیں لاتے تو نماز جمعہ ترک نہیں کی جائے گی -

بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں وہ کافر ہی ہو مگر حسن انتظام کے لئے خود آئے یا اپنا کوئی نائب بھیجدے تو کوئی مضائقہ نہیں - گویا معاملہ صرف احتیاط اور حسن انتظام کا ہے نہ کہ عبادت کی لفظی ہیئت اور حکم کا - آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہر شہر میں نماز جمعہ کسی باہمی آویزش اور فتنہ و شر کے بغیر ادا کی جا رہی ہے لہذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک کمزور سے بہانے کی آڑ لے کر نماز جمعہ کو ختم کر دیا جائے -

مگر آپ کے یہ صاحب صرف جمعہ ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ روزانہ کی پنجوقتہ جماعتوں پر بھی ہاتھ صاف کر رہے ہیں - ان اللہ کے بندے سے کوئی پوچھے کہ یہ کس آیت یا حدیث سے ان پر منکشف ہوا ہے کہ نماز کا امام لازماً کوئی شاہی نمائندہ ہی ہو - ایسا دعویٰ صریح جہالت کے سوا کچھ نہیں - نماز جمعہ اور عیدین میں تو بطور احتیاط شاہی نمائندگی کی شرط فقہاء نے تجویز بھی کی تھی لیکن روزانہ کی باجماعت نمازوں کے لئے اس قسم کی شرط مذکورہ صاحب یا صاحبان کی اپنی ایجاد ہے - یہ

صاحبان نہ صرف علمی حیثیت سے تہی دامن ہیں بلکہ بے ضمیر بھی نظر آتے ہیں۔ اگر صاحب ضمیر ہوتے تو اپنے مسلک کے مطابق جمعہ اور روزانہ کی جماعتوں میں ہرگز شرکت نہ کرتے آخر کون ڈنڈا لئے کھڑا ہے کہ آپ خواہی نہ خواہی شریک ہی ہوں۔ طوعاً و کرہاً اس موقع پر بولا جاتا ہے جب کوئی مجبوری سامنے ہو۔ یہاں کیا مجبوری ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ روزانہ کی جماعتوں میں تو شاہی نمائندگی کی شرط ہے ہی نہیں۔ جمعہ کے لئے شرط ہے مگر احتیاطی اور انتظامی۔ اگر حکومت مسلمانوں کی ہو تو شاہی نمائندے کو اس شرط کی خانہ پُری کرکے اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیئے۔ اور حکومت کافروں کی ہو تو اس شرط کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک حکومتِ کافرہ کی طرف سے اجتماع جمعہ کی ممانعت صادر نہ ہو مسلمانوں کو لازماً نماز جمعہ ادا کرنی چاہیئے۔ نماز جمعہ فرض عین ہے۔ اس کی بڑی فضیلتیں اور اس کے تارکین کے لئے بڑی وعیدیں احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک ایسا آدمی مر گیا ہے جو جمعے اور جماعت میں شرکت نہ کرتا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ جہنم میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک مہینے تک وقتاً فوقتاً یہی سوال کرتا رہا۔ آپ بھی ہمیشہ یہی جواب دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے نماز جمعہ ضروری ہے۔ ہاں بیمار اور مسافر اور بچے اور عورتیں اور غلام مستثنا رہیں۔

سرکس کی آمدنی

سوال ۲: از اقبال احمد۔ ضلع رانچی

کسی سرکس کے چیریٹی شو کی رقم اردو لائبریری میں استعمال کرنا کیسا ہے اور اس کے لئے حکم کیا ہے؟

سوال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے قصبے میں ایک نئی اردو لائبریری قائم ہوئی ہے۔ قائم ہوئے ایک سال ہوا۔ اس لئے لائبریری کو جلد اور زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔ اسی درمیان میرے قصبے میں ایک سرکس آیا تھا۔ سرکس میں مردوں کے علاوہ عورتوں کا بھی کھیل تھا۔ لائبریری کے حق میں ایک بہترین موقع ملا۔ اب لائبریری کے ارکان وممبران کے درمیان دو پارٹی ہوگئیں۔ ایک پارٹی کا کہنا تھا کہ سرکس میں لائبریری کی طرف سے چیریٹی شو ہونا چاہیئے اور اس سے جو رقم حاصل ہو لائبریری میں لگائی جائے۔ لیکن دوسری پارٹی اس کے خلاف تھی اور اس پارٹی کا کہنا تھا کہ اس رقم سے لائبریری کی امداد کرنا ناجائز ہے۔ دونوں پارٹی کے درمیان جائز اور ناجائز کا مسئلہ کھڑا ہوگیا۔ نوبت ماربیٹ کی آگئی لیکن کسی صورت سے بات دب گئی اور سرکس میں چیریٹی شو نہیں ہوا۔

اب آپ ہی بتائیے کہ سرکس کے چیریٹی شو کی رقم جائز تھی یا ناجائز اور اس کا شرعی حکم کیا ہے تاکہ آئندہ اسی پر عمل کیا جائے؟

جواب نمبر ۲: سرکس میں سوائے اس کے کوئی حرمت نہیں ہے کہ اس میں عورتیں نیم عریاں لباس میں حصہ لیتی ہیں۔ لیکن سرکس کے ٹکٹوں سے حاصل ہونے والی رقم میں وہ ناپاکی نہیں ہے جو جوے یا سود وغیرہ کی رقم میں ہے۔ جوے یا سود یا زنا کی کمائی یا شراب کی آمدنی نجس العین ہے جس کے عین وجود میں حرمت داخل ہے مگر سرکس کی آمدنی اپنی روح اور سرشت کے اعتبار سے حرام نہیں کہی جا سکتی۔ عورتوں کی مشارکت نے اسپر ویسا ہی اثر ڈالا ہے جیسے نجاست کی چھینٹیں پاک کپڑے پر ڈالتی ہیں۔

اس باریک فرق کو ملحوظ رکھیں تو اردو لائبریری کی مدد کے لئے سرکس کی آمدنی میں ایسی قباحت نظر نہیں آتی جس کے تحت لڑائی جھگڑائی تک نوبت پہنچ جائے۔ اردو لائبریری کی حیثیت کسی دینی ادارے کی بھی نہیں ہے۔ سوال مسجد یا دینی مدرسے کا ہو تو الگ مسئلہ ہے۔ اردو لائبریری کیلئے سرکس کی آمدنی صرف مکروہ ہے حرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مختلف سوالات

سوال ۴:۔ از معین الدین خاں (آندھرا پردیش)

(۱) **نمازِ قصر:**۔ سفر کی حالت میں فرض نماز کو قصر کرکے ادا کرنے کا حکم ہے۔ سنت نمازیں بالکل معاف ہیں یا اُن کی ادائیگی ضروری ہے؟

(۲) **نماز جمعہ:**۔ بعد نمازِ جمعہ ۴ رکعت سنت نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ کیا ۲ رکعت فرض نماز جمعہ ۴ رکعت فرض نماز ظہر کا بدل نہیں ہے؟ براہِ کرم نماز جمعہ سے متعلق تعداد رکعت فرض و سنت معلوم فرمائیے۔

(۳) **کرایہ مکان:**۔ مکان کرایہ پر دینا اور کرایہ حاصل کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ کرایہ مکان سود جیسا تو نہیں؟

(۴) **سینڈھی کا استعمال:**۔ سینڈھی کا استعمال کیسا ہے؟ کیا یہ شراب کی طرح حرام ہے یا اس میں کچھ رعایت ہے؟

(۵) **الیکشن میں حصّہ لینا:**۔ کسی مسلمان حکومت میں اسلام کو غالب کرنے کی نیت سے الکشن کے موجودہ فرنگی ضوابط کی تکمیل کرتے ہوئے اس میں بحیثیت اُمیدوار شریک ہونا، نیز ووٹوں کی فراہمی کے لئے پروپگنڈہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۶) **سنیما کی صنعت سے استفادہ:**۔ کیا ایک اسلامی حکومت سنیما کی صنعت سے استفادہ کر سکتی ہے جب کہ انسانوں کی فوٹو کشی حرام ہے؟

(۷) کیا عوام مؤمنین اور اولیاء اللہ کی ارواح اپنی اپنی مرضی سے کسی مقام کو آنا جانا کر سکتی ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے انھیں ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ موت کے فوراً بعد روح کو مقام

تجلّی کا شاندار

خاص نمبر

انشاء اللہ جلد آرہا ہے —— تفصیلی اعلان کا انتظار کیجئے

سالانہ خریداروں کو یہ تحفہ مفت پیش کیا جائے گا

منیجر تجلّی

برزخ میں داخل کر دیا جاتا ہے یا کچھ عرصہ بعد؟ اگر کچھ عرصہ بعد مقام برزخ میں داخل کر دیا جاتا ہو تو بعد موت برزخ میں داخل کرنے تک کہاں رکھا جاتا ہے؟

(۸) کیا اللہ تعالیٰ نے خاصانِ خدا کو بعد وفات بھی دنیا میں اپنا تصرف مثلِ زندگی کے کرنے کی قوت بخشی ہے؟ کیا مشکلات اور حاجات والے اُن سے اپنی حاجتیں طلب کر سکتے اور پا سکتے ہیں؟

جواب (۱):۔

سفر میں سنتیں پڑھ لی جائیں تو ثواب ہے، نہ پڑھی جائیں تو عذاب نہیں۔

(۲) نماز جمعہ کے بعد چھ رکعات مسنون ہیں۔ جمعہ اور ظہر کے سلسلہ میں بدل کی منطق نہیں لڑانی چاہئے۔ اللہ نے حکم دیا کہ ہفتے میں چھ دن چار رکعت ظہر پڑھو اور ساتویں روز دو رکعت فرضِ جمعہ۔ بس اسی پر بات تمام ہے۔ جسے جمعہ کی جماعت نہ مل سکے وہ ظہر پڑھے کیونکہ نماز جمعہ بغیر جماعت کے نہیں ہوتی۔

(۳) معلوم نہیں آپ بچپن سے اب تک دنیا کے کون سے ویرانے میں محوِ استراحت تھے کہ آج تک مکان کے کرائے کی شرعی حیثیت بھی آپ کو معلوم نہیں۔ ایسے سوالات ذہنی بے راہروی کی علامت ہیں۔ اپنے دماغ کو مفید کاموں میں لگائیے۔

(۴) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ سیندھی اگر ہوش و حواس کو پوری طرح مغلوب کر لیتی ہے تو وہ شراب ہی کی طرح حرام ہے۔

(۵) ضوابط فرنگی ہوں یا امریکی۔ ان پر عمل کرنے سے اگر

ایک معرکۃ الآراء اور فیصلہ کن کتاب
چھپ کر تیار ہے
کیا
جماعتِ اسلامی
حق پر ہے؟
جلد طلب کیجئے۔ ایسا نہ ہو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔
مجلد تین روپے (علاوہ محصول)
دنیا بھر کے مشاہیر علماء کے فتوے اور فیصلے۔ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی۔ جماعت اسلامی کے ہر مخالف اور ہر حامی کو اس گراں قدر کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس کی حیثیت صرف علمی نہیں دستاویزی اور تاریخی بھی ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ تجلی۔ دیوبند (یو۔پی)

اسلامی احکام کا خلاف لازم آئے تو ان سے واسطہ رکھنا مسلمان کو زیبا نہیں، لیکن اگر اسلامی اقدار و احکام پر ثابت قدم رہتے ہوئے ان ضوابط کی بجاآوری ممکن ہے تو ان کے فرنگی یا امریکی ہونے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔

الیکشن آج کل انقلاب حکومت کا ایک جمہوری طریق ہے۔ لہٰذا صالح حکومت قائم کرنے کی نیت سے الیکشن میں حصّہ لینا جائز ہے۔ البتہ جو دغابازیاں اور ناپاکیاں آج کل کے الیکشنوں میں عام طور پر نظر آتی ہیں ان سے اہل اسلام کو پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۶) اسلامی حکومت ہے کہاں جو اس سوال کی ضرورت پیش آئی۔ آج خیر سے جن حکومتوں کو اسلامی کہا جاتا ہے وہ تو اخلاقیات کے معاملے میں عموماً مغرب ہی کی غلام ہیں لہٰذا جب کہیں ڈھنگ کی اسلامی حکومت قائم ہوگی اور وہ واقعتاً یہ ارادہ کرے گی کہ سنیما کی صنعت کو اخلاقی قدروں کی ترویج و اشاعت کے لئے استعمال کرے تب ہم اس موضوع پر دل کھول کر بحث کر سکینگے

(۷) ان اُمور میں وہ دماغ کھپائے جسے سوچنے کے کیلئے کوئی اور موضوع نہ ملتا ہو۔ ہمیں ان تخفیات سے کچھ نہیں لینا۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمارا زیادہ وقت ان برائیوں کے استیصال میں صرف ہونا چاہیئے جو ہمارے اردگرد پھیلی ہوئی ہیں اور ہمیں غیر ضروری معلومات کے چکر میں پڑنے کے عوض دین کی ضروری معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔

(۸) یہ سب توہمات ہیں۔ خاصانِ خدا مرنے کے بعد کوئی تصرف کر سکتے ہوں یا نہ کر سکتے ہوں ان سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے۔ حاجتیں پوری کرنے والا، غوث، دستگیر سب کچھ اللہ ہی ہے۔ اس پر جسے بھروسہ نہ ہو وہ کسی اور سے مانگے۔

غلطی ہائے مضامین.....!

سوال ۶:۔ از غلام احمد۔ کریم نگر۔

مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۵ء کے "رہنمائے دکن" کا تراشہ پیش خدمت ہے۔ خط کشیدہ ۲ دو سطریں ملاحظہ فرمائیے۔

"نائب صدر نے سب سے پہلے اس کوہ مقدس کی زیارت کی جہاں اللہ کے محبوب بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسحاق علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیش کیا"

جناب امین احسن اصلاحی کی مترجمہ کتاب "ذبیح کون" میں انھوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔

جوابؔ:۔

بعض لوگوں نے اگرچہ حضرت اسحاقؑ کو "ذبیح اللہ" قرار دیا ہے لیکن یہ ایک کمزور اور شاذ رائے ہے۔ علمائے محققین کی غالب اکثریت حضرت اسمٰعیلؑ ہی کو "ذبیح اللہ" قرار دیتی ہے اور ہماری ناچیز رائے بھی یہی ہے۔

آپ کے سوال کی حد تک تو بات ختم ہوئی لیکن ۲ دو اجزا اس تراشے میں اور قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ نائب صدر جناب ذاکر حسین صاحب نے قبروں پر پھول چڑھائے۔ دوسرے یہ کہ محمد علی جوہرؒ ہندوستان کے قوم پرست لیڈر تھے!

قبروں پر پھول چڑھانا چوتھائی صدی قبل تک تو صرف بدعتیوں کا طرۂ امتیاز تھا۔ اب خیر سے یہ ایک بین الاقوامی رسم بن گئی ہے جس میں مسلم و کافر اور موحد و مشرک سب شریک ہیں۔ خشکہ خدا بیزار کمیونسٹ لیڈر بھی دھڑلّے سے پھول چڑھاتے ہیں اور کوئی اللہ کا بندہ اس مسخرے پن کو محسوس نہیں کرتا کہ جو لوگ حیات بعد الموت کو واہمے کے سوا کچھ نہیں سمجھتے اور مادیت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے وہ جب کسی مزار یا سمادھی پر پھول چڑھاتے ہوں گے تو مذہب غریب کی روح پر کیا کچھ نہ گذر جاتی ہوگی۔

مولانا محمد علی جوہر کو "قوم پرست" لیڈر کہنا تاریخ دیانت اور سچائی کے ساتھ بڑا بھونڈا مذاق ہے۔ لکھنے والا تو اپنی رَو میں لکھ گیا، لیکن یہ دراصل بہت بڑی گالی ہے جو مولانا مرحوم کو دی گئی ہے۔ خدا پرستی کے سوا ہر "پرستی" پر

ہزار بار لعنت مرحوم تو خیر اونچے درجے کے مسلمان تھے معمولی مسلمان بھی ذہنی بیداری کی حالت میں اس مشرکانہ لقب کو اپنے لئے برداشت نہیں کرسکتا۔ رنج کی بات ہے کہ ایک معروف مسلم اخبار الفاظ کا استعمال اس قدر بے احتیاطی سے کرے۔

بریلویوں کی نماز جنازہ

سوالؔ:۔ از اولیا خاں ۔ سنگوالہ (تلہ گنگ)

جناب محترم مولانا صاحب السلام علیکم۔

میری بستی کے اردگرد چار پانچ ایسی بستیاں آباد ہیں کہ جن میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ۔ بقایا لوگوں کا عقیدہ قریباً بریلوی حضرات کے مشہور عقیدے سے ملتا جلتا ہے اور ان میں سے بعض کا اختلاف توسّل اور حیات النبیؐ جیسے مسائل پر مبنی ہے۔

اِن دنوں اُن صحیح العقیدہ مسلمانوں میں یہ مسئلہ شدید نزاع کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے کہ آیا دوسرے مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا ہمارے لئے جائز ہے یا اُن کے جنازے کا بائیکاٹ کیا جائے ؟ نماز کا بائیکاٹ قریباً قریباً پہلے سے ہوا ہوا ہے۔

جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ سورۂ توبہ پارہ گیارہ آئت ع۱۱۳ ۔ نبی کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ اُن کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ اُن پر یہ بات کھُل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں نہیں ہیں اُن کے دلائل یہ ہیں

(۱) اُن کو ابھی مزید تبلیغ کی ضرورت ہے اس لئے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے سورۂ توبہ آیت ع۶ اور آئت مذکورہ بالا کا یہ حصّہ بھی قابل توجہ ہے جبکہ اُن پر یہ بات کھل چکی تھی کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

(۲) خلفائے راشدین کے بعد سے لیکر آج تک کسی بھی بزرگ دین نے عام مسلمانوں کی تکفیر کا کوئی فتویٰ نہیں دیا، حالانکہ اس قسم کے غلط عقائد بدقسمتی سے اُس زمانے سے اُمت میں چلے آرہے ہیں اور نہ ہی آج تک مسلمانوں نے کبھی کسی جنازے کا بائیکاٹ کیا سوائے مرزائیوں کے کہ جن کی تکفیر پر تمام علمائے اسلام متفق ہیں اور اس کی پشت پر ناقابلِ تردید دلائل ہیں۔

(۳) اگر اُن کو اس معنی میں مشرک قرار دیا جائے کہ اُن کے جنازے کا بھی بائیکاٹ کردیا جائے تو ہمارا یہ فعل اپنے اندر بے شمار ایسی پیچیدگیاں پیدا کردے گا کہ یہ اُمت مجموعی طور پر تباہ و برباد اور پارہ پارہ ہوکر رہ جائے گی۔ مثلاً قرآن ایسے مشرکوں کے ساتھ جہاد و قتال کا حکم دیتا ہے جیساکہ سورۂ توبہ کی آیت ۲۹ میں ہے کہ لڑو اُن لوگوں سے جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روزِ آخر پر۔ یا اسی سورت کی آیت ع۷۳ میں ہے کہ اے نبی ! جہاد کیجئے کفّار اور منافقین سے اور سختی کیجئے اُن پر اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے لوٹ کر جانے کی وغیرہ وغیرہم۔ اور اسی طرح بے شمار مسائل اور اُلجھنیں پیدا ہوجائیں گی۔ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں ہیں انھوں نے دوسروں کو منافق کہنا شروع کردیا ہے۔

براہِ مہربانی اس پیچیدہ اور اہم مسئلہ کا جواب اگلے ماہ کی تجلّی میں مفصّل طور پر شائع فرمائیں کیونکہ آپ جیسے دُور اندیش اور مُفکرِ دین کے جواب کے بغیر ہماری تسلی مشکل ہے۔

جوابؔ:۔

بریلوی مکتب فکر سے تعلّق رکھنے والے حضرات اگرچہ مشرکانہ عقیدے رکھتے ہیں اور بعض تو ان عقائد میں نہایت ہی غلو کرتے ہیں لیکن انھیں ان کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل نہیں کیا جاسکتا جن کی نماز جنازہ ہی جائز نہ ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے عقائد کی تاویل کرتے ہیں اور توحید و رسالت سے انھیں انکار نہیں۔ ان کو باقاعدہ مشرکین میں شامل علماء نے نہیں کیا لہٰذا ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ہاں قادیانیوں کی نماز جنازہ جائز نہیں کیونکہ وہ ختم رسالت کے منکر ہیں جو دین کا بنیادی مسئلہ ہے اور علمائے محققین ان پر کفر کا فتویٰ عائد کرچکے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خود بھی اپنے

آپ کو مسلمانوں سے جدا ایک ملت قرار دیتے ہیں اور ہم مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے نہ ہمارے ساتھ شادی بیاہ کے معاملات جائز سمجھتے ہیں۔ انھیں تو حکومتِ سعودیہ نے بھی کافروں کے زمرے میں شامل کرلیا ہے۔ چنانچہ حج کے لئے ان کا داخلہ حرمین شریفین میں ممنوع ہے۔

کوئی بریلوی اگر اپنے واہی عقائد میں اس حد تک آگے بڑھ جائے کہ مستند علماء اسے مشرک قرار دیدیں تب بے شک اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اس کے بغیر اتنا سخت بائیکاٹ درست نہیں کیونکہ نماز جنازہ تو بد سے بدتر مسلمان کی بھی ہونی ہی چاہیئے۔

چند حدیثوں کی تشریح

سوال ۴:۔ از مشتاق ساجد۔ مدھوپور۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ ایک بہت ضروری درخواست خدمت عالی میں پیش کر رہا ہوں امید کہ بغور توجہ سماعت فرمائیں گے:۔

مدھوپور سنتھال پرگنہ کا مرکزی مقام ہے۔ یہاں زمانۂ قدیم سے حنفی اور اہل حدیث ایک دوسرے کے ساتھ مل جلکر رہتے ہیں۔ کچھ دنوں سے یہاں ایک شخص ڈاکٹر عبد الحمید ہومیو پیتھک باشندہ کانکی نارہ کلکتہ آبسا ہے۔ پہلے یہ شخص عقیدۃً اہل حدیث تھا۔ ابتدا میں اس نے یہ کوشش کی کسی طرح حنفی اور وہابی آپس میں لڑ جائیں اور یہ شخص وہابی جماعت کا لیڈر بن جائے۔ مگر خدا کے فضل سے اس میں کامیاب نہ ہوا۔ اب عرصہ چھ سات سال سے یہ اہل حدیث سے اہل قرآن بن گیا ہے۔ معمولی اُردو انگریزی کے سوا اور کسی زبان سے واقف نہیں۔ اس کا مطالعہ چند اُردو کی کتابیں ہیں اور بس۔ اس کا مبلغ علم اسلم جیراج پوری۔ پرویز ایڈیٹر طلوع اسلام کراچی اور ڈاکٹر غلام جیلانی۔ برق ایم۔ اے کی تصنیفات سے آگے نہیں۔ اس نے منکرین حدیث کے باطل نظریات کی اشاعت و ترویج کے لئے خود کو وقف کر دیا ہے شب و روز اسی مشغلہ میں مصروف رہتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتا۔ اس کا ذریعۂ معاش بھی قطعی ختم ہو چکا ہے، مگر معلوم نہیں کہاں سے کھاتا پیتا اور اخراجاتِ زندگی پورا کرتا ہے۔ تھوڑے دنوں سے محدثین کرام خصوصاً حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے خلاف انتہائی گمراہ کن پروپگنڈا کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو کافر و منافق تک کہنے سے باک نہیں کرتا۔ یوں تو وہ تمام حدیثوں ہی کو من گھڑت اور عجمی سازش قرار دیتا رہتا ہے۔ مگر دو چار حدیثوں کے خلاف اکثر و بیشتر بہت ہی شد و مد سے اعتراض کرتا اور ان کو گندہ گھناؤنا، شرمناک اور حیاسوز کہہ کر اپنی عاقبت برباد کرتا رہتا ہے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہی چند حدیثیں ہیں جن کو وہ بطور ہتھکنڈہ استعمال کرتا ہے اور انھیں کے ذریعہ لوگوں کو احادیث سے بدظن و برگشتہ کرتا رہتا ہے اور بیسیوں حنفی اور پچاسوں سادہ لوح اہل حدیثوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا ہے۔ مقامی علماء اور ذی علم حضرات مدافعانہ جواب دیتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا اور روز بروز اس کا حلقۂ اثر وسیع ہوتا جا رہا ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں پورے زور کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ از راہِ کرم مندرجہ ذیل چند اعتراضوں کے مکمل و شافی جواب شائع فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور رہوں۔ تمام باتوں کا جواب ایک شمارہ میں تو ممکن نہیں لہٰذا قسط وار جواب شائع فرمائیں اور ہر شمارہ کی تین چار کاپیاں بذریعہ وی پی روانہ کر دیا کریں تاکہ ذی علم حضرات آپ کے جوابات پڑھ پڑھ کر مجمع عام میں مسلمانوں کو سنائیں۔ مجھ کو یقین کامل ہے کہ اس تدبیر سے بہت فائدہ ہوگا۔

پہلی حدیث جس کو اس شخص نے اپنی پروپگنڈہ بازی کا ہتھیار بنا رکھا ہے وہ یہ ہے جو بخاری شریف باب الحیض میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔

كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَاَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَاسَهٗ اِلَيَّ

وھومعتکفٌ فَاَغسِلُہٗ وَاَنَاحَائضٌ متفق علیہ - اس شخص کا سارا زور اعتراض لفظ فیباشرنی وانا حائضٌ پر ہے یباشرنی کے معنی مجامعت وہم بستری بتاکر خوب خوب کیچڑ اُچھالتا اور جاہلوں کو بہکاتا ہے۔

کیا مباشرت کے معنی عربی زبان میں مجامعت ہی کے ہوا کرتے ہیں ؟ لغت اور کلام عرب میں اس لفظ کا استعمال کن کن معنوں میں ہوا ہے ؟ تفصیل کے ساتھ بتائیے اور یہ بھی لکھیئے کہ کیا آیت قرآنی فالآن باشروھنّ (البقرہ) وَلاَ تباشروھُنَّ وَ اَنتُمْ عاکفون فی المساجد میں لفظ باشروھن آیا ہے اس سے شخص مذکور کے دعوی کو تقویت پہنچتی ہے ؟

حدیث مذکور میں جو لفظ فَاَتَّزِرُ آیا ہے اس کا کیا مفہوم ہے ؟ کیا میاں بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا خلاف تہذیب ہے ؟ غرض اس حدیث شریف پر مفصّل اور سیر حاصل بحث فرماکر اس کے ہر گوشہ کو آفتاب کی طرح روشن ونمایاں کردیجئے۔ ڈاکٹر عبدالحمید کا مایۂ ناز اعتراض یہی ہے۔ امید کہ اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

(۲) دوسرا اعتراض اس شخص کا اس حدیث پاک پر ہے:-

عن عائشۃ اَنَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم - کان یُقَبِّلُھَا وھوصائمٌ وَیَمصُّ لِسَانَھَا (رواہ ابوداؤد)

کیا زبان چوسنا جیسا کہ اس حدیث میں موجود ہے مفسدِ صوم نہیں ؟ اگر ہے تو پھر اس حدیث کو کس طرح تسلیم کیا جائے ؟ روزہ کی حالت میں بوس وکنار عقلاً وشرعاً ہر طرح معیوب معلوم ہوتا ہے اور زبان چوسنا کسی طرح جواز کا پہلو نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں یہ حدیث سند کے اعتبار سے کیسی ہے ؟ اور اس کا صحیح مفہوم کیا ہے ؟

(۳) غالباً بخاری شریف میں کوئی حدیث اس مضمون کی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا کہ حضورؐ کے غسل کرنے کا طریقہ کیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے اس سائل کے روبرو خود غسل کرکے دکھادیا کہ حضورؐ اس طرح غسل فرمایا کرتے تھے۔ کیا حدیث کا مضمون یہی ہے ؟ اگر ہے تو یہ حدیث بھی بظاہر قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے اس کا کیا جواب دیا جائے ؟ سردست انھیں تینوں اعتراض پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان کا جواب شائع ہوجانے کے بعد بقیہ اور اعتراضوں کو بھی لکھ کر حاضر خدمت کردوں گا۔

ضروری گذارش:- ہمارے ان سوالات کو ناقابل التفات سمجھ کر پھینک نہ دیجئے گا۔ جاہل تو جاہل لکھے پڑھے لوگ بدظنی اور شک وریب کا شکار ہوتے جارہے ہیں اس لئے وقت کا اہم اترین فرض ہے کہ پہلی فرصت میں ان سوالات کا شافی ومدلل جواب لکھ کر شائع کردیا جائے۔ تاکہ ہم لوگ اس قابل ہوجائیں کہ مسلمانوں تک آوازۂ حق پہنچا سکیں۔ یوں تو اور بھی علماء ہیں لیکن آپ کا جواب بڑا محققانہ اور فاضلانہ ہوتا ہے۔

آپ کو یاد ہو کہ نہ ہو، اسی ڈاکٹر عبدالحمید مدھوپوری کا ایک مضمون "قرآن اور فلسفۂ شہادت" کے عنوان سے تجلی ماہ بابت ماہ .... میں شائع ہوچکا ہے۔ اس مضمون پر آپ نے جولا جواب تنقید لکھی ہے اس کو پڑھ کر اس جاہل مضمون نگار کا حوصلہ پست ہوگیا اور پھر ہمت نہیں ہوئی کہ اس کے رد میں ایک حرف بھی لکھ سکے۔

اب ہم رخصت ہوتے ہیں اور آسرا لگاکر بیٹھتے ہیں کہ کس ماہ کے تجلّی میں جواب شائع ہوتا ہے۔

جواب:-

جن ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کا آپ نے تذکرہ فرمایا ان کے طرزِ فکر اور علمی قابلیت کا موٹا سا اندازہ تو آنجناب کے مکتوب سے بھی ہو ہی جاتا تھا لیکن یہ دلچسپ اتفاق ہے کہ جس دن آپ کے مکتوب کا جواب سپردِ قلم کیا جارہا ہے اسی دن ہمیں ڈاکٹر صاحب کے کچھ اور فرمودات کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے جن سے ان کے ذہن اور علمی جغرافیے کا تفصیلی اندازہ ہوگیا ہے۔ یہ فرمودات خطوں کی شکل میں ہیں۔ کچھ روز قبل ڈاکٹر صاحب نے ہمیں لکھا تھا کہ ایک علمی موضوع پر میری خط وکتابت مولانا سعید احمد اکبرآبادی سے ہوئی تھی اگر آپ تجلّی میں شائع کرسکیں تو میں وہ بھیجدوں۔ اس کے جواب میں ہم نے عرض

کیا کہ ضرور بھیج دیجئے اگر اس کی اشاعت افادیت کی حامل نظر آئی تو شائع کر دی جائے گی۔

اس پر موصوف نے مراسلت کی نقل ہمیں بھیجدی اور اسے اتفاق ہی کہئے کہ وہ آج ہی ہمارے مطالعہ میں آئی۔ اس کا موضوع "باندیوں کا مسئلہ" ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے ٹھیک وہی باتیں کہی ہیں جنھیں نام نہاد اہل قرآن کی زبان سے بارہا سنا جا چکا ہے اور جن کی لغویت پر علماء شرح و بسط کے ساتھ مطلع کر چکے ہیں۔ خود ہم نے بھی تجلی میں ان کا مدلل رد کیا ہے۔

یہاں اس مراسلت پر تبصرہ مقصود نہیں بلکہ بتانا صرف یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے لئے اجنبی نہیں۔ وہ کس انداز میں سوچتے ہیں، کن لوگوں کی کتابوں سے فکری رہنمائی حاصل کرتے ہیں، کتنا علم رکھتے ہیں یہ سب ہم پر منکشف ہے ہمیں آپکے اس بیان میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ نہ تو وہ عربی جانتے ہیں، نہ علمائے سلف کی کتابیں ان کی نظروں سے گذری ہیں، نہ انھیں اس کا احساس ہے کہ جو طرز فکر انھوں نے نام نہاد اہل قرآن کی تقلید میں اختیار کیا ہے وہ کس قدر جاہلانہ ہے اور اس سے کس قسم کے المناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

بلکہ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے قرآن کا اردو ترجمہ بھی کبھی بالاستیعاب نہیں پڑھا اور کتب حدیث کے قرار واقعی مطالعے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انھوں نے اگر کبھی بخاری یا کسی اور کتاب حدیث کا اردو ترجمہ دیکھا ہوگا تو فقط اس مقام سے جس پر انھیں اعتراض کرنا ہے اور اس مقام کو بھی پوری طرح نہیں دیکھا ہوگا۔ لیکن "اہل قرآن" کے ظاہر فریب دلائل اور مغالطہ انگیز طرز فکر سے متأثر حضرات کی مشکل یہ ہے کہ دین انھوں نے تمام تر ایسے ہی سرچشموں سے حاصل کیا ہے جو پہلے ہی قدم پر علمائے سلف سے نفرت سکھاتے ہیں اور اس شیطانی خیال کو دماغ میں جاگزیر کرتے ہیں کہ پچھلے تمام محدثین و مفسرین کم عقل تھے، سادہ لوح تھے، قرآن و حدیث کے فہم سے عاری تھے عقل و فہم تو ہم ہیں جنھوں نے اگرچہ عربی زبان کی ابجد بھی نہ سیکھی ہو لیکن قرآنی نکات و مطالب اور احادیث کے معانی و مقام کو بس ہم ہی نے ٹھیک ٹھیک سمجھا ہے۔

ایسی حالت میں ان پر علمائے حق کی تفہیم و تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ سرکشی اور کج بحثی بڑھتی ہے۔ ہمارا جی اسی لئے نہیں چاہتا کہ ان حضرات کی ہفوات سے الجھیں۔ لیکن آپنے جو صورت حال بیان کی ہے اس کے پیش نظر یہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ سادہ لوح اور کم علم عوام کو ڈاکٹر صاحب کے گمراہ کن خیالات کا ہدف بننے دیں اور خاموش رہیں لہٰذا بالترتیب جوابات پیش خدمت ہیں۔ ہوسکتا ہے خود ڈاکٹر صاحب بھی ٹھنڈے دل و دماغ سے ان پر غور کر سکیں۔

(۱) پہلا اعتراض بخاری کی اس حدیث سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے کہ میں حائضہ ہوتی تھی اور میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔

بے شک حدیث میں فَیُباشِرُنی کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔ لیکن جس شخص نے عربی پڑھی ہو اسے پل بھر کے لئے بھی یہ دھوکا نہیں ہوسکتا کہ مباشرت کے معنی یہاں مجامعت (فعل جنسی) کے ہوسکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی سمجھئے جیسے اردو فارسی میں لفظ "وصل" بارہا مجامعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ "شب وصل" کا محاورہ عام ہے۔ میاں بیوی کی پہلی رات کو شب وصل کہا جاتا ہے لیکن جب بھی کوئی اردو فارسی جاننے والا اشریف آدمی یہ مصرعہ سنے گا کہ :-

تو برائے وصل کردن آمدی

یا وصل سے شاد کیا ہجر سے ناشاد کیا

تو ایک لمحے کے لئے بھی یہ تصور اس کے دماغ میں پیدا نہ ہوگا کہ "وصل" کے معنی یہاں "مجامعت" ہیں۔ اسی طرح فیباشرنی کا لفظ جس مقام پر، جس سیاق و سباق میں آیا ہے اس کے پیش نظر کسی بھی شریف عربی داں کو یہ تصور نہیں آسکتا کہ عام استعمال کے مطابق یہاں بھی "مباشرت" "فعل جنسی" کے لئے بولا گیا ہے۔

عربی دانی کو چھوڑیئے۔ جو شخص حدیث بخاری پر اعتراض کر رہا ہے اس سے یہ توقع تو رکھنی ہی چاہئے کہ بخاری کے

کسی اُردو ترجمے میں اس نے کم سے کم یہ باب تو پڑھ ہی لیا ہوگا جس میں حدیث مذکورہ آئی ہے۔ اگر یہ توقع حق بجانب ہے تو ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ باب کس آیتِ قرآنی سے شروع ہوتا ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ	اور تم سے اے پیغمبر! لوگ حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہدو کہ وہ گندی چیز ہے۔ لہٰذا حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جبتک وہ حیض سے پاک نہ ہو جائیں ان سے مجامعت مت کرو۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

دیکھا آپنے۔ باب ایک ایسی آیت سے شروع ہو رہا ہے جس میں صراحت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ حائضہ عورتوں سے مجامعت مت کرو۔ اب کیا کوئی بھی صحیح الدماغ انسان اس کے سوا بھی کچھ خیال کر سکتا ہے کہ اس باب میں ایسی روایتیں بیان کی جائیں گی جو اس آیت کی تشریح کریں اور آگاہ کریں کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے دور رہنے کے کیا حدود ہیں۔ یہ الزام تو اسلام کا کوئی بدترین دشمن بھی عائد نہ کر سکا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے قرآن کے کسی حکم کی علانیہ خلاف ورزی کی ہو لیکن جو مسلمان باب کے آغاز میں اس آیتِ قرآن کو پڑھنے کے باوجود اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ زیرِ باب حدیث میں مباشرت کے معنی مجامعت کے ہیں اسے مجنوں کے علاوہ کیا کہیں گے۔

دو ہی شکلیں ہیں۔ یا تو ڈاکٹر صاحب نے کبھی بخاری دیکھی ہی نہیں ہے اور فقط منکرینِ حدیث کی کتابیں پڑھ کر وہ اعتراضات کا سرمن الاپ رہے ہیں۔ یا پھر دیکھی ہے تو اسلاف سے تنفر اور حدیث سے بیزاری کا زہر ان کے اندر اس درجہ سرایت کر گیا ہے کہ پہاڑ جیسی حقیقتیں بھی انھیں نظر نہیں آتیں۔ حد ہے کہ محدثین کو تو انھوں نے اس قدر پاگل اور خبطی سمجھ لیا کہ بلا جھجک وہ ایسی روایتیں سپردِ قلم کرتے چلے جائیں گے جن سے ثابت ہو رہا ہو کہ اللہ کا رسول ﷺ قرآنی حکم کے برعکس حائضہ بیویوں سے مجامعت کیا کرتا تھا لیکن یہ سامنے کی بات انکی سمجھ میں نہ آ سکی کہ کسی صاحبِ علم سے دریافت تو کر لیں کہ مباشرت کن کن معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ دریافت نہ کرتے تب بھی خود اسی باب میں اشارۃً، صراحتہً اور دلالتہً ہر طرح تشریح موجود ہے کہ مباشرت کا لفظ صرف جسم سے جسم ملانے اور گھل مل کر رہنے کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے نہ کہ فعلِ جنسی کے مفہوم میں۔ ذرا دیکھئے، ٹھیک اسی روایت کے متصل بعد ـــ جس پر لے دے کی جا رہی ہے ایک اور روایت حضرت عائشہؓ کی موجود ہے جس میں بالکل ہی صاف ہے کہ مباشرت کے معنی حضرت عائشہؓ کیا لے رہی ہیں۔

كانت احدانا اذا كانت حائضاً فاراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يباشرها امرها ان تتزر في فور حيضتها ثم يباشرها قالت ايكم يملك اربه كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يملك اربه۔	ہم بیویوں میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تھی اور اللہ کے رسول (ہمارے شوہر) ارادہ فرماتے تھے کہ اس سے مباشرت کریں تو اسے حکم دیتے تھے کہ شدتِ حیض کی حالت میں ازار پہن لے۔ اس کے بعد آپ اس سے مباشرت کرتے تھے۔ (اسی کے ساتھ) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بھلا تم میں سے کون ہے جسے اپنی حاجتِ نفس پر اس درجہ قابو حاصل ہو جتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

اس روایت میں دو بار لفظ مباشرت آیا ہے لیکن اندھا بھی دیکھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا آخری جملہ کس بداہت وصراحت کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ مباشرۃ کا مفہوم یہاں مجامعت نہیں ہے صرف ایسا جسمانی اختلاط ہے جو مجامعت تک نہیں پہنچتا۔ اگر مباشرت کرنے کا مطلب مجامعت کرنا ہی ہوتا تو حضرت عائشہؓ یہ کیوں فرماتیں کہ تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہشِ نفس پر اس درجہ قابو یافتہ ہو جتنا اللہ کے رسول ﷺ قابو یافتہ تھے۔ خواہش و